صدیق سالک کے فن پاروں میں جنگی واقعات

محمد شیر علی خان، گورنمنٹ پرائمری اسکول، مٹہ، سوات

پروفیسر ڈاکٹر سیّد زبیر شاہ، اسسٹنٹ پروفیسر، قرطبہ یونی ورسٹی، پشاور

ABSTRACT:

In Sediq Salik's works, there are war incidents in various places which are a reflection of war literature. In his writings, a complete map of a military life comes to the fore. In describing the situation between victory and defeat in a realistic way, Jawan Mardi is a man of war. He endures the hardships of defeat and imprisonment. Such writing is the work of a writer like Siddiq Salik. To some extent he has done the right thing.War literature is not a new trend in urdu but a good addition in urdu .In this article Salik,s artful approach towards bloody and harshful war life is analysed critically.

Keywords: war events, realism, eyewitness, side by side, external intervention, media, political horizon, fighting

جنگ ایک ایسا لفظ ہے جسے سنتے ہی ہر ذی شعور شخص خوف کھاتا ہے۔ کیوں کہ جنگیں سکھ چھین لیتی ہیں اور تباہی و بربادی لاتی ہیں، نیندیں حرام اور سماجی ڈھانچہ درہم برہم کر دیتی ہیں۔ جب تک فطری حُریت کی سوچ، جائیداد اور ملکیت کا حصول ، تکبر اور انانیت کا نشہ اور اختیار و اقدار کی تڑپ موجود ہو، تو دنیا میں قومی ، مذہبی ، علاقائی ، جغرافیائی عوامل کو بنیاد بنا کر افراد اور اقوام میں ہی کشمکش جاری و ساری رہے گی یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ جنگوں میں انسانی جانوں کا ضیاع قدرتی آفات میں مرنے والوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے، اس لیے دانشمند حضرات جنگوں سے نفرت کرتے ہیں۔ جنگیں عموماً قومی بقاء اور سیاسی استحکام کی خاطر لڑیں جاتی ہیں۔

انسانی تاریخ کا ایک بڑا المیہ یہ رہا ہے کہ آج تک دنیا میں طاقتور قومیں محکوم قوموں کو اپنا دستِ نگر بناتی آئی ہیں جسے وہ قومی افتخار کا باعث سمجھتے ہیں اور اچھا عمل کہتی ہیں۔ وہ یقیناً ہر کام میں تصادم کو دُنیا کی ترقی و کامرانی کا محور جانتے ہیں، جس کی خاطر وہ جنگ میں تمام اُصول اور اقدار کو بالائے طاق رکھ کر ہر جائز و ناجائز کو روا گردانتے ہیں ۔ مثلاً انسانوں کو قید کر کے غلام بنانے اُسے دوسرے درجے کے ماتحت کہہ کر اُن سے غیر انسانی سلوک روا رکھنا اور بعض اوقات تو مذہب کی رو سے اُسے کم تر جاننا ایک عام سی بات ہے۔ پرانی تہذیبوں کے تمدنی آثار اور عمارت کی عظمت اور بڑائی

کے نیچے کتنی قوموں کی لاشیں دفن ہیں، کتنی ریاستیں بنی اور مٹ گئیں بام عروج سے کتنی تہذیبیں زمین بوس ہوئیں ذاتی وقومی مقاصد کے حصول کے لیے طاقت اور جنگ آسان ذریعہ سمجھا گیا۔ دُنیا کے مختلف ممالک کی قومیں اور قبیلے جنگی جنونیت کی اِس روش پر چلتے ہوئے ایک دوسرے کو نیچا دِکھانے، محکوم بنانے اور سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں۔اس ضمن میں سکندر اعظم، نپولین، ہٹلر اور سیزر وغیرہ کے نام لیے جاسکتے ہیں جن کی جنگی جنونیت عدیم المثال ہے اور جن کے جنگی جنون اور دنیا پر حکمرانی کرنے کی ہوس نے دنیا کا امن اور سکون برباد کردیا۔

ویسے تو جنگ اور جنگی واقعات پر لاتعداد کتابیں لکھی جاچکی ہیں لیکن صدیق سالک بذاتِ خود ایک فوجی سپاہی تھے اور جنگ اور جنگی واقعات کے چشم دید گواہ بھی تھے اس لیے فوجی زندگی کے متعلق اُنھوں نے تین کتابیں لکھیں جن میں ایک "ہمہ یاراں دوزخ" جو بطورِ جنگی قیدی بھارت کی اسیری کی داستان ہے۔ایک کتاب "میں نے ڈھاکہ دوبتے دیکھا" کے نام سے لکھی اسی کتاب میں پاکستان کی سیاسی فضا سے لے کر خانہ جنگی اور جنگ کی ہولناکیوں پر قلم اُٹھایا گیا ہے۔کتاب تین حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔1)سیاسی اُفق 2)خانہ جنگی اور 3)جنگ، مذکورہ کتابوں کے علاوہ ایک کتاب "سلیوٹ" فوجی کی کہانی ہے یہ ایک طرح سے اُن کی فوجی آپ بیتی ہے۔

یہاں صدیق سالک کے فن پاروں میں جنگی واقعات کا ذکر کیا جارہا ہےاِس ضمن میں اُن کی کتابوں "سلیوٹ""میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا"اور ہمہ یاراں دوزخ" سے چند نمونے پیش کیے جائینگے۔

صدیق سالک ایک حقیقت پسند شخصیت کے مالک ہیں، حقیقت پسندی میں ہر بات کھل کر بیان کرتے ہیں اور حقیقت کو جب بیان کرتے ہیں تو پھر کسی کا لحاظ نہیں کرتے۔یہاں تک کہ ایک سینئر افسر کو بھی معاف نہیں کرتے۔اُنھوں نے فوج میں یحییٰ خان کے دور اور 1988ء کے ماحول کا موازنہ بڑے خوب صورت الفاظ کیا ہے:

> "آج پچیس برس بعد اِس محفل کو یاد کرتا ہوں تو لگتا ہے کہ ہماری فوج اس ماحول سے کتنی آگے ماحول سے کتنی آگے جاچکی ہے اب یہاں شراب کا تصّور ممنوع ہے لوگ شلوار کرتے پر واسکٹ پہنتے ہیں اور نماز کے لیے سفید ٹوپی جیب میں رکھتے ہیں اگر آج جنرل یحییٰ خان زندہ ہوتے تو پتہ نہیں وہ اپنے آپ کو کتنا out of place) محسوس کرتے"۔(1)

یہاں صدیق سالک نے بہترین الفاظ میں فوج کے مختلف ادوار کا موازنہ کیا ہے جس میں وہ اپنے ایک اعلیٰ افسر کو ان حالات میں رہنے کا اہل نہیں گردانتے۔

1965ء کو جب پاکستان اور ہندوستان کے مابین ایک خطرناک جنگ چھڑ گئی جس میں دونوں اطراف کو بہت زیادہ نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ حملہ ہندوستان نے کیا تھا جس کا جواب پاکستانی بہادر اور نڈر فوجیوں نے عوام کی مدد سے دیا۔ صدیق سالک ان حالات کا نقشہ کچھ یوں پیش کرتے ہیں:

> "اپریل 1965ء میں بھارتی فوجیں چپکے سے بیار بٹ کے علاقے میں گھس آئیں 26 اپریل کو پاکستانی آرمی کا مقامی دستے نے اُنھیں وہاں سے نکالنے کی کوشش کی تو وہ مورچہ بند ہو کر ڈٹ گئے گولیاں اور گولے برسانے لگے۔ یہی تو انداز ے ہوتے ہیں جھگڑے کو بڑھانے کے چنانچہ بات بڑھ گئی"۔(2)

1965ء کی جنگ میں ہندوستانی فوج ایک خاص منصوبہ لے کر پاکستان پر حملہ آور ہوئی تھی اُن کا ارادہ تھا کہ صبح کا ناشتہ لاہور میں کرے لیکن ہماری باہمت، نڈر اور بہادر فوج نے اُن کا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔ ہندوستانی فوج کا یہ احمقانہ اقدام صدیق سالک کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں:

> "داتا کی نگری کے پُر امن شہری 6 ستمبر کی رات کو پُر سکون نیند سوئے ہوئے تھے کہ بھارت نے واہگہ بارڈر پر دھاوا بول دیا۔۔۔۔۔۔۔ سرحد پر پاکستانی رینجرز کی چوکیاں حملے کی طلاع دے کر پسپا ہو گئیں۔ اُن کے پیچھے ریگولر فوج کے سرحدی دستے جن کا کام دشمن کی پیش قدمی کو اس حد تک روکنا تھا کہ چھاؤنیوں سے تازہ دم دستے، ٹینک اور توپیں اپنی پوزیشن سنبھال سکیں، دشمن کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ میجر عزیز بھٹی کی کمپنی چھے دن اور چھے راتوں تک متواتر بی آر بی کے کنارے پر ڈٹی رہی۔ بالآخر وہ شہید ہوئے اور بہادری کے اعلیٰ ترین اعزاز کے حقدار ٹھہرے"۔(3)

جتنی تیزی جنگ میں آتی تھی اتنا ہی پاک فوج کا جذبہ ایمانی بڑھتا جاتا تھا، عوام بھی بھرپور طور پر فوج کے شانہ بہ شانہ کھڑی تھی۔ بری فوج کے ساتھ ساتھ پاک فضائیہ نے بھی بہادری کے جھنڈے گاڑ دیے۔ اُنھوں نے مختلف کارروائیوں کے دوران میں بھارت کے 31 طیارے تباہ کر دیئے جس کے باعث بھارت زمینی اور فضائی دونوں محاذوں پر پسپا ہو گیَ۔

"7ستمبر1965ء کوبھارت نے زمینی جنگ میں زبردست رسوائی اُٹھانے اور پسپا ہونے کے بعد مغربی پاکستان میں کراچی راولپنڈی، سرگودھا جب کہ مشرقی پاکستان میں چاٹگام ، میسور، کرمی ٹولا، رنگپور اور لال شیر ہاٹ کے علاقوں پر کینبرا اور ہنٹر طیاروں سے زبردست حملہ کیا جسے پاک فضائیہ نے بُری طرح پسپا کردیا"۔(4)

جنگیں بہت زیادہ خطرناک ہوتی ہیں اس میں ہر طرف تباہی اور بربادی دیکھنے کو ملتی ہے اکثر ایسے دل خراش واقعات دیکھنے کو ملتے ہیں جس سے ہر حساس دل دہل جاتا ہے۔ صدیق سالک ان واقعات کو اس طرح لکھتے ہیں:

"جنگ کا پلڑا لاہور اور سیالکوٹ کی طرف بڑ چکا تھا یہاں جگہ جگہ مجھے تباہ شدہ ٹینک ،بھارتی سپاہیوں کے ترک کردہ مورچے،بکھری ہوئی انسانی کھوپڑیاں اور اکڑے ہوئے فوجی بوٹ دکھائی دے۔۔۔۔۔اُن میں سے کون اور کیا پاکستانی تھا کیا ہندوستانی، تمیز کرنا مشکل تھا"۔(5)

اندرونی جنگیں بیرونی جنگوں سے زیادہ خطرناک ہوتی ہیں۔اس میں عوام براہِ راست ریاست کے ساتھ برسرِ پیکار ہوتی ہے۔ حکومت کو ایسی جنگ میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے،ایسے میں جب بیرونی مداخلت ہوجاتی ہے تو حالات مزید ابتر ہوجاتے ہیں۔ مشرقی پاکستان (بنگلہ دیش) میں مختلف واقعات ایسے رونما ہورہے تھے جس کے نتیجے میں احساسِ محرومی بڑھتی گئی۔ جگہ جگہ خونی فسادات ہوتے رہے۔ پاک آرمی کے خلاف نفرت بڑھتی گئی۔ بنگالی بغاوت پر اُتر آئے، نتیجے میں مختلف واقعات میں لوگ مرتے رہے اور حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ سالک نے چند واقعات کا تذکرہ اِن الفاظ میں کیا ہے:

"چٹاگانگ میں وائرلس کالونی ، باغ کالونی،فیروز باغ اور پہاڑ تلی میں تصادم کے دوران میں 78افراد ہلاک اور205زخمی ہوئے۔فوج کے ہاتھوں پانچ افراد ہلاک اور ایک زخمی ہوا،جب کہ ایسٹ پاکستان رائفلز کے ہاتھوں دو آدمی گولیوں کا نشانہ بنے۔3اور4مارچ کو بنگالیوں کے درمیان جھڑپیں ہوئیں،صورتِ حال پر قابو پانے کے لیے پولیس کو گولی چلانا پڑی جس میں 41افراد مارے گئے۔ رنگپور میں

ایک ایسے ہی تصادم کو روکنے کے لیے سیکورٹی فورس کو سختی کرنا پڑی جس کے نتیجے میں
تین افراد ہلاک اور گیارہ زخمی ہوئے"۔(6)

جنگوں میں میڈیا کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔ جس میں دونوں طرف جنگی پروپیگنڈا کی خاطر مبالغہ آرائی سے کام لینا پڑتا ہے۔ 1971ء کی جنگ کے اعداد و شمار کا اندازہ سرکاری طور پر لگایا گیا تھا جس کو بنگالی لیڈر اور بنگالی عوام بالکل ماننے کو تیّار نہ تھے۔ وہ تو عوامی لیگ کے ذرائع سے حاصل ہونے والے معلومات اور اخبارات سے جو خبریں شائع ہو رہی تھیں اُن پر بھروسہ کر رہے تھے۔ مقامی ذرائع ابلاغ ان واقعات کو خوب اُچھال رہے تھے چند افراد کو سینکڑوں میں بدلنا اُن کے ہاتھوں کا کھیل تھا:

"اخبارات واقعات کو خوب اُچھال رہے تھے اور اشتعال انگیز سرخیاں جمائے تھے، مثلاً، "آج ہزاروں افراد کو گولیوں کا نشانہ بنایا گیا"۔۔۔۔۔ "سینکڑوں افراد موقع پر ہی ڈھیر ہو گئے۔۔۔۔۔ گولیوں کا نشانہ بننے والوں میں بڑی تعداد عورتوں اور بچوں کی ہے۔ وغیرہ"۔(7)

دورانِ جنگ صدیق سالک ذرائع ابلاغ پر مکمل یقین نہیں کرتے اُن کو اخبارات اور فوجی افسروں کے بیانات میں شُبہ نظر آیا اس لیے اُنھوں نے مختلف حصّے خود دیکھے۔ صرف ڈھاکہ ایکشن کے متعلق وہ کچھ یوں لکھتے ہیں:

"یونی ورسٹی سے نکل کر میں شہر کے مختلف حصّوں میں چلا گیا راستے میں کبھی فٹ پاتھ اور کبھی گلی کے کسی موڑ پر اکّا دکّا لاش نظر آئی۔ لاشوں کے وہ انبار جن کے قصّے میں نے بیرونی اخبارات میں پڑھے مجھے نظر نہ آئے"۔(8)

مکتی باہنی کی نفرت اور مخالفت انتہا پر تھی۔ اسی منافرت نے پاک آرمی کا کمر توڑ دیا تھا۔ موقع کی نزاکت دیکھ کر بھارت براہِ راست جنگ میں شامل ہوئی اور بنگال کی تابوت میں آخری کیل ٹھونکا۔ مشرقی پاکستان پر مکمل کنٹرول حاصل کرنے اور افواجِ پاکستان کی صلاحیتوں کو منتشر کرنے کے لیے ہندوستان نے مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ یہ 3 دسمبر 1971ء کا دن تھا جب ملک دوسری مرتبہ دشمن کی جارحیت کا شکار ہوا:

"بھرپور جنگ کا پہلی بار احساس 3اور4دسمبر کی درمیانی رات دو بج کر چالیس منٹ پر ہوا جب بھارتی طیاروں نے ڈھاکہ ائیر پورٹ پر ہلّہ بول دیا۔ میں اُس وقت اڈے سے تھوڑی دور اپنے مکان کی بالائی منزل میں سو رہا تھا۔ بھارتی طیاروں اور ہماری طیارہ شکن توپوں کی گھن گرج سے میری آنکھ کھل گئی"۔(9)

یہ واقعہ تو حقیقت پر مبنی تھا جب کہ اس قسم کا منظر اُنھوں نے خواب میں دیکھا جب اُن کی آنکھ کھلی تو کچھ بھی نہیں تھا۔ صدیق سالک کو مشرقی پاکستان کی جدائی کا بڑا دکھ تھا، جدائی کا پسِ منظر، لڑائی کے حالات واقعات ہر وقت اُن کے ذہن پر سوار رہتے تھے، ایک رات اُنھوں نے ایک خواب دیکھا کہ چین نے ہندوستان پر حملہ کر دیا ہے:

"میں ایک رات حسبِ معمول نیم زندہ، نیم مردہ اپنی قبر میں لیٹا تھا کہ ہوائی جہازوں کی لڑائی کا شور سُنائی دیا۔ ایک جہاز دوسرے کا تعاقب کرتا اور تیز چُھری کی طرح فضا کو چیرتا ہوا گزر جاتا۔ دوسرا جہاز پہلو بچا کر اپنے حریف پر راکٹ برساتا۔ گٹ گٹ گٹ۔۔۔۔۔۔ ترڑ، ترڑ، ترڑ، ٹھا۔ اسی ہوائی معرکے میں چند جہاز گرنے اور تباہ ہونے کی آواز آئی۔ پتا چلا کہ بھارت اور چین کی جنگ چھڑ گئی ہے۔ بنگلہ دیش کا وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔ چینی ہوائی جہاز کلکتہ پر پے در پے حملے کر رہے ہیں اور بھارتی فضائیہ مدافعت کی ناکام کوشش کر رہی ہے"۔(10)

مذکورہ واقعات کے علاوہ صدیق سالک کے فن پاروں میں جگہ جگہ جنگی واقعات موجود ہیں جو جنگی ادب کی غمازی کرتی ہیں اُن کی تحریروں میں ایک فوجی زندگی کا پورا نقشہ نظروں کے سامنے تیرتا ہے، وہ ایک ذمہ دار فوجی کی طرح جنگی واقعات کا نہ صرف مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ جنگوں میں شامل ہو کر جنگی تجربات سے نبرد آزما بھی ہوتے ہیں۔ وہ جنگ کی صورت میں فتح و شکست کی درمیانی صورتِ حال کو حقیقت نگاری سے بیان کرتے ہیں اور شکست کے بعد قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرتے ہیں۔ وہ ایک حقیقت پسند لکھاری کی طرح جنگی واقعات، منصوبہ بندی اور ایمانی جذبہ بڑے شدومد کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ اُن کی تحریروں میں جنگی واقعات ان کا بذاتِ خود بین ثبوت ہے۔

اگر دیکھا جائے تو جنگیں تباہی لاتی ہیں، جنگ میں ہار جیت کسی کی نہیں ہوتی، صرف انسانیت ہار جاتی ہے، جب کہ ظلم و جبر کے نشے میں مسرور فاتح قوم مظلوم کی فریاد پر ماتم کرنے کے بجائے جشن مناتی ہے۔ غرض بہ حیثیت ایک فوجی سپاہی جنگ میں شریک ہو کر جنگی حالات پر لکھنا صدیق سالک جیسے لکھاری ہی کا کام ہے جس کا ایک حد تک اُنھوں نے حق ادا کیا ہے۔

حوالہ جات

1)۔ صدیق سالک، سلیوٹ، لاہور، الفیصل ناشران، 2013ء، ص، 157

2)۔ صدیق سالک، میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا، لاہور، الفیصل ناشران، 2013ء، ص، 204،203

3)۔ ایضاً، ص، 192

4)۔ عبدالوحید، عالمی جنگوں کا انسائیکلوپیڈیا، لاہور، آر، آر، پرنٹرز، 2015ء، ص، 197

5)۔ صدیق سالک، سلیوٹ، لاہور، الفیصل ناشران، 2013ء، ص، 178، 177

6)۔ صدیق سالک، میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا، لاہور، الفیصل ناشران، 2013ء، ص، 199

7)۔ ایضاً، ص، 261

8)۔ ایضاً، ص، 257

9)۔ ایضاً، س، 346، 345

10)۔ صدیق سالک، ہمہ یاراں دوزخ، لاہور، الفیصل ناشران، 2013ء، ص، 46